صوفی عبدالحمید سواتی کا " دروس الحدیث " میں اسلوب و منہج

(ایک تحقیقی جائزہ)

Sūfī Abdul Hamīd Swātī's Style & Methodolgy in "Durūs Al Hadīth"

(An analytical view)

محمد اقبال*

ڈاکٹر سید عبدالغفار بخاری**

ABSTRACT

In contemporary era, preaching of Islamic teachings to common people of society is of much importance. In addition, level of communication is also to be maintained. Abdul Hamīd Swātī was such a scholar/preacher of Pakistan, who had exegetical command over Qur'ān, Ḥadīth and other related religious fields. Abdul Hamīd Swātī during his entire lifetime tried his best to highlight the religious consciousness of the people not only by means of speeches, but also with the help of his writings.

He worked on Qur'ān by writing a tafsīr named "Ma'ālim Al 'Irfān fī Durūs Al Qur'ān". Because of his prodigious devotion towards Shāh Waliullāh, he presented translations, interpretations, preambles and notes on Waliullāh's scholarly masterpieces. Swātī also presented Maulānā 'Ubaidullāh Sindhī's studies and thoughts before public and tried to eradicate all those concerns which victimized his personality.

Abdul Hamīd Swātī also worked on Ḥadīth and its sciences. Present article is concerned with his masterwork "Durūs Al Ḥadīth" in 4-volumes. Its 7th edition was published in March-2015. In fact, these were the public lectures, which were published. Swātī selected Mashāriq Al Anwār by Hassan Saghānī, then Sahīh Bkhārī, Muslim, etc. for his lectures. However, lectures from Musnad Ahmad (more than one thousand hadiths) were only recorded and these lectures form the Book. This book also contains relevant information about Imām Ahmad bin Hambal and his Musnad.

Keywords: *Swātī, Musnad, Waliullāh, 'Ubaidullāh Sindhī, Hadīth*

---

* پی ایچ ڈی سکالر، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

** صدر شعبہ علوم اسلامیہ، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

صوفی عبدالحمید کا تعارف

آپ کا پورا نام عبدالحمید خان تھا ۔کنیت اپنے بیٹے محمد فیاض خان کے نام پر ابو الفیاض تھی، اور نسب یوں ہے: عبدالحمید خان بن نور احمد خان بن گل احمد خان بن گل داد خان مندراوی یوسف زئی سواتی۔ پٹھانوں کی یوسف زئی برادری کی گوتھ مندراوی سے تعلق کی بناء پر ان کو سواتی بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے آباءواجداد ۱۷۰۳ء میں ریاست سوات کو خیر آباد کہہ کر ضلع ہزارہ میں آباد ہوئے۔ ان کے ہاں پشتو اور ہندکو دونوں زبانیں بولی جاتی تھیں۔ آپ کے والد کا نام نور احمد خان اور والدہ کا نام بختاور بیگم تھا۔ ان کے بڑے بھائی محمد سرفراز خان صفدر تھے۔[۱]

آپ کی تاریخ ولادت کے بارے میں حتمی طور پر معلوم نہیں ہے۔ آپ اپنی ذاتی ڈائری میں اپنی تاریخ ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "میری پیدائش بقول چچا زمان خان صاحب ۱۹۱۷ء کے لگ بھگ ہوئی۔"[۲] آپ کی جائے ولادت صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) کے ضلع مانسہرہ کے علاقہ کونش کے مقام "چیڑاں ڈھکی" کا مضافات کڑمنگ بالا ہے[۳]۔ ۱۴ / اپریل ۲۰۰۸ کو صوفی عبدالحمید سواتی ؒ کی وفات ہوئی۔ آپ کو گوجرانوالہ قدیمی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ عبدالحمید خان سواتی ؒ کا لقب "صوفی" اور تخلص "اختر" تھا۔ لقب اتنا مشہور ہو گیا تھا کہ بہت سے حضرات خصوصاً گوجرانوالہ کے لوگ تو آپ کے اصل نام سے ہی واقف نہ تھے۔

حصول علم

آپ کا علمی سفر ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۸ء تک پاکستان کے مختلف علاقوں ملک پور کھکھو، گنڈہ، وڈالہ، سرگودھا، لاہور، ہری پور، مانسہرہ، سیالکوٹ، خوشاب، جہان آباد، ملتان، گوجرانوالہ وغیرہ پر محیط رہا۔ ۱۹۴۱ء کے اواخر میں صوفی عبدالحمید سواتی ؒ نے مشرق کی عظیم جامعہ دارالعلوم دیوبند میں حدیث پڑھنے کے لیے سفر کیا۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے تین سال بعد ۱۹۴۴ء میں دارالمبلغین لکھنؤ شہر، ضلع اودھ گئے۔[۴]

---

(۱) سواتی، عبدالحمید، مفسر قرآن نمبر، ادارۃ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، اگست تا اکتوبر ۲۰۰۸، ص:۵۸، ۶۲، ۶۶، ۶۹

(۲) ایضاً، ص:۴۵

(۳) یاسر الدین، کاروان علم، مکتبہ دروس الحدیث، فاروق گنج، گوجرانوالہ، س۔ن، ص:۲۳۲؛ یہ جگہ شنکیاری سے بٹل جاتے ہوئے شاہراہ ابریشم پر تقریباً سولہ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور اب آباد ہو چکی ہے۔

(۴) مفسر قرآن نمبر، ص:۴۷

علمی حیثیت

صوفی عبد الحمید سواتی ؒ اصول و جزئیات میں گہرا علم رکھتے تھے۔ ان کے تدریسی انداز سے علماء اور ان کے تلامذہ تو ان کے علمی مقام کو جانتے ہی ہیں؛ مگر ان کی تصانیف بالخصوص 'دروس القرآن' اور 'نماز مسنون' میں بیان کردہ علمی نکات، جمہور سے اختلاف رکھنے والے فرقوں کی مدلل انداز میں تردید سے عوام الناس پر بھی ان کا علمی مقام مخفی نہیں رہتا۔ صوفی عبد الحمید سواتی کے اساتذہ میں درج ذیل اکابرین مولانا حسین احمد مدنی(۱)، علامہ محمد ابراہیم بلیلاوی(۲)، مفتی ریاض الدین(۳)، مولانا محمد اعزاز علی دیوبندی(۴)، مفتی محمد شفیع دیوبندی(۵)، مولانا محمد ادریس کاندھلوی(۶)، مولانا ابوالوفا شاہجہان پوری(۷)، علامہ عبد الشکور فاروقی(۸)، مولانا عبد اللہ درخواستی(۹)، مفتی عبد الواحد

---

(۱) حضرت شیخ الہند سید حسین احمد مدنی ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا محمود الحسن کے جانشین اور برصغیر پاک و ہند کی معروف علمی، روحانی اور سیاسی شخصیت تھے۔ 'شیخ العرب والعجم' کے لقب سے موسوم تھے۔ آپ دار العلوم دیوبند میں شیخ الحدیث رہے۔ انگریز کے دور میں 'مالٹا' میں اسیر رہے۔ جنگ عظیم ختم ہونے کے بعد رہائی ملی۔ ۱۹۵۷ء میں بھارت میں انتقال ہوا۔

(۲) ۱۳۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام 'غلام کبریا' ہے، 'جامع المعقول والمنقول' کے القاب سے یاد کئے جاتے تھے۔ دار العلوم دیوبند کے صدر مدرّس رہے۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے نمایاں شاگردوں میں سے تھے۔ ۱۹۶۷ء میں وفات پائی۔

(۳) مفتی ریاض ضلع بجنور کے رہنے والے تھے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن کے شاگرد تھے۔ بہت نیک طبع، سادہ دل اور ذی استعداد بزرگ تھے۔ عرصہ تک دار العلوم کے مفتی اور اس کے بعد مدرس اعلیٰ رہے۔ آپ کا انتقال ۱۳۵۶ھ کے لگ بھگ ہوا۔

(۴) ۱۳۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۳۰ھ میں بطور مدرس عربی دار العلوم دیوبند میں آپ کا تقرر ہوا۔ اور تدریس کے ساتھ دار الافتاء میں بھی کام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ مفتی اعظم بھی رہے۔ آپ شیخ الہند کے شاگرد تھے۔

(۵) مولانا محمد شفیع ۱۳۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ مفتی اعظم پاکستان کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی تفسیر "معارف القرآن" کے مصنف اور دار العلوم کراچی کے بانی تھے۔

(۶) مولانا محمد ادریس کاندھلوی ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ایک مایۂ ناز علمی خاندان سے تھا۔ دار العلوم دیوبند میں ۱۳۳۷ھ میں مولانا انور شاہ کشمیری سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند حاصل کی۔ آپ نے ۱۹۷۴ء کو وفات پائی۔

(۷) مولانا ابوالوفا شاہجہانپوری، مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے شاگرد تھے۔ اپنے وقت کے بے مثال خطیب اور زبردست مناظر تھے۔ قادیانیوں اور رضاخانیوں سے مناظرے کئے۔ ۱۳۰۰ھ میں وفات پائی۔

(۸) ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا سید، برصغیر پاک و ہند کی نمایاں علمی شخصیت تھے۔ ۱۹۶۲ء میں وفات پائی۔

(۹) مولانا عبد اللہ درخواستی' شیخ الاسلام اور حافظ الحدیث کے القاب سے متعارف ہیں۔ ۱۹۹۴ء میں وفات پائی۔

الواحد سیہالوی[1]، مولانا عبد القدیر کیملپوری[2]، مولانا عبد الشکور لکھنوی[3] وغیرہ شامل ہیں[4]۔ جبکہ آپ کے تلامذہ میں محمد فیاض خان سواتی[5]، مولانا زاہد الراشدی[6]، مولانا شمس الدین شہید[7] اور مولانا محمد اسلم شیخوپوری [8] نمایاں ہیں۔

عبد الحمید سواتی کی تصانیف

آپ نے اپنی حیات میں نہ صرف تقریر، بلکہ تحریر کے ذریعے بھی عوام کے اندر صحیح ایمانی شعور اجاگر کیا۔ آپ نے اپنی زندگی میں تقریباً ہر شعبہ زندگی پر قلم اٹھایا اور اسلام کے مطابق تعلیمات واضح کیں۔ ان کی تحریر کردہ کتب کی تعداد پچاس سے زائد ہے۔ جن میں قرآن کریم کا ترجمہ، تفسیر، شروحات حدیث، خطبات، مقالات سوانح، تراجم اور حواشی شامل ہیں۔ آپ کو خانوادۂ شاہ ولی اللہ ؒ سے خاص عقیدت و محبت ہونے کی بنا پر آپ نے اپنی زندگی میں حکیم الامت امام ولی اللہ دہلوی ؒ کی معرکتہ الآراء تصنیفات میں سے ولی اللہ صرف المعروف بہ

---

(۱) ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ گوجرانوالہ شہر کے ایک بزرگ عالم دین، متقی، پرہیز گار، ذہین وزیرک سیاستدان ہونے کے علاوہ بے شمار خداداد صلاحیتوں اور خوبیوں سے مالامال تھے۔

(۲) مولانا عبد القدیر ضلع اٹک میں ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا انور شاہ کشمیری اور شبیر احمد عثمانی کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ دسمبر ۱۹۹۰ء میں وفات پائی۔ مدتِ تدریس ۶۵ سال تھی۔

(۳) مولانا عبد الشکور لکھنوی برصغیر کی ایک نمایاں علمی شخصیت تھے۔ مولانا عین القضاۃ اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے تلمذ حاصل تھا۔ امام اہل السنۃ کے لقب سے مشہور تھے۔

(۴) مشاہیر علماء، ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن، فرنٹیئر پبلشنگ، لاہور، س۔ن، حصہ اول، ص:۴۲۵۔۴۲۷

(۵) صوفی عبد الحمید کے فرزند اور شاگرد ہیں۔ ۱۹۹۵ء میں ماہنامہ نصرۃ العلوم میں بحیثیت مدیر اعلیٰ کام شروع کیا۔ ۲۰۰۲ء میں جامع مسجد نور کے خطیب مقرر ہوئے۔ مدرسہ نصرت العلوم میں اپنے والد کے جانشین کے طور پر اہتمام، خطابت اور تدریس کے فرائض میں دورۂ حدیث کے اسباق پڑھاتے ہیں۔ ۲۲ کتب کے مصنف ہیں۔

(۶) ۱۹۴۸ء میں گکھڑ، ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ مولانا سرفراز خان صفدر کے سب سے بڑے صاحبزادے اور صوفی عبد الحمید سواتی کے شاگرد اور بھتیجے ہیں۔

(۷) ۱۹۴۵ء میں کوئٹہ میں پیدا ہوئے۔ عبد الحمید سواتی کے نامور تلامذہ میں سے تھے۔ صوبائی اسمبلی کے ممبر اور ڈپٹی سپیکر بھی رہے۔ ۱۹۷۳ء میں مرزائیوں کے خلاف منظم تحریک چلائی۔ ۱۹۷۴ء میں کوئٹہ میں شہید ہوئے۔ مولانا زاہد الراشدی نے ان پر 'رجل رشید' نامی کتاب لکھی۔

(۸) عبد الحمید سواتی کے مایہ ناز شاگردوں میں سے ایک ہیں۔ ہفت روزہ 'ضرب مومن' کراچی کے کالم نگار، قرآن کریم کے مفسر اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔ جامعہ بنوریہ کراچی اور جامعہ الرشید کراچی میں درس وتدریس کے فرائض دیتے رہے۔

صرف میر منظوم، الطاف القدس فی معرفۃ لطائف النفس، رسالہ دانشمندی، الفوز الکبیر اور عقیدہ پر شروحات و تراجم اور تصحیح مقدمات و حواشی مرتب کیے۔ آپ نے مولانا عبید اللہ سندھی کے علوم و افکار کو عوام کے سامنے پیش کیا، اور ان تمام وساوس کا تدارک کیا، جو ان کی شخصیت کو متاثر کر رہے تھے۔ اسی طرح آپ کو اکابرین سے ایک خاص لگاؤ رہا، جو ان کی تصنیف "الاکابر" سے واضح ہوتا ہے۔ صوفی عبد الحمید ؒ نے اپنی زندگی کو اسلام کی اشاعت کے لیے وقف کر دیا تھا، اس کا مظاہرہ آپ کی تصنیف نماز مسنون خورد اور نماز مسنون کلاں کی ضخیم اور علمی ابحاث سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کے خطبات جمعہ کو بھی ایک خاص ترتیب سے محفوظ کیا گیا۔ یہ خطبات "خطبات سواتی" کے نام سے منظر عام پر آچکے ہیں۔ صوفی عبد الحمید ؒ نہ صرف ایک مفسر، بلکہ ایک محدث بھی تھے۔ اس کا اندازہ آپ کے علم حدیث میں مختلف کتب کی شروحات لکھنے سے عیاں ہیں۔ آپ نے اپنے تصنیفی دور کا آغاز ۱۹۵۹ء میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ؒ کی کتاب" الفقه الاكبر" عربی کا" البیان الازهر" کے نام سے اردو ترجمہ سے کیا اور آپ کی زندگی میں آخری طبع شدہ تصنیف ۲۰۰۷ء میں "الاکابر" کے نام سے شائع ہوئی۔

دروس الحدیث کا تعارف

دروس الحدیث دراصل وہ عوامی دروس ہیں، جو مولانا عبد الحمید سواتی ؒ جامع مسجد نور میں نماز فجر کے بعد ہفتہ کے دو دِن یعنی بدھ اور جمعرات کو ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ سو دروس الحدیث صوفی عبد الحمید سواتی ؒ کے افادات پر مشتمل ہے۔ اس کی چار جلدیں ہیں۔ تازہ ترین ساتواں ایڈیشن مارچ ۲۰۱۵ء میں طبع ہوا۔ دروس الحدیث کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کا کام حاجی لعل دین نے انجام دیا، جبکہ ان دروس کو 'انجمن محبان اشاعتِ قرآن' کے زیر اہتمام 'مکتبہ دروس القرآن' فاروق گنج گوجرانوالہ نے شائع کیا۔ یہ کتاب گوجرانوالہ، لاہور، ملتان، کراچی، کوئٹہ، ایبٹ آباد اور راولپنڈی میں تمام اہم کتب خانوں پر دستیاب ہے۔

صوفی صاحب نے دروس الحدیث کے لیے سب سے پہلے امام حسن صاغانی کی کتاب مشارق الانوار کی کتاب کو منتخب کیا۔ پھر صحیح بخاری، اس کے بعد صحیح مسلم، پھر سنن ابن ماجہ اس کے بعد جامع ترمذی، پھر سنن نسائی اور اس کے بعد امام منذری ؒ کی کتاب الترغیب والترہیب کا درس دیا۔ اس کے بعد مؤطا امام مالک ؒ بروایت یحیٰی اندلسی (جس کی شرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ کی مصفی فارسی و مسویٰ عربی کی ہے)، اور پھر اس کے بعد مسند احمد بن حنبل کا درس شروع کیا۔ جب مسند احمد جلد اول کا درس اوّل تقریباً مکمل ہو گیا، تو عبد الحمید سواتی ؒ کے احباب نے حدیث کے دروس بھی (قرآن کریم کے درس کی طرح) ریکارڈ کرنا شروع کر دیئے۔ ان میں سے بھی بہت سی کیسٹیں ضائع ہو گئیں۔ بہر کیف دستیاب ریکارڈنگ کا فائدہ یہ ہوا کہ صوفی صاحب کے یہ دروس محفوظ ہو گئے۔ اگر اس سے

قبل کے دروس بھی ریکارڈ کر لئے جاتے، تو یقیناً اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوتا۔ کیوں کہ مسند کے شروع کے دروس میں حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور عشرہ مبشرہ سے مروی احادیث تھیں۔ بہر حال صوفی صاحب کے جو دروس محفوظ ہو چکے تھے، انہیں عوام الناس کے فائدہ کے لیے جماعتی احباب نے ان کی اشاعت کا پروگرام بنایا۔ اس طرح ان دروس کو مطبوع کروایا گیا۔[1]

دروس الحدیث جس میں مسند احمد کی تقریباایک ہزار سے زائد منتخب احادیث کے دروس چار جلدوں شائع ہوئے ہیں، جو تقریباً سولہ سو صفحات پر مشتمل ہیں۔ ان کا انداز بیان بھی مولانا سواتی کی دوسری تالیف یعنی " تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن" کی طرح ہے۔

عمومی اسلوب نگارش

اس کتاب میں مدرج احادیث کا بنیادی فہرست موضوعات میں ذکر کیا گیا ہے، جس سے استفادہ آسان ہو گیا ہے۔ ہر جلد کے آغاز میں فہرستِ احادیث ہے۔ اور ہر موضوع کے تحت حدیث تحریر ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ اس میں فقہی انداز غالب ہے، تو درست ہو گا۔ چنانچہ فہرست میں اسے مسائل کا جواب بنا کر بات کی گئی ہے، مثلاً ریشمی لباس کی ممانعت، غنودگی میں نماز پڑھنے کی ممانعت اور اسی طرح دیگر مختلف عنوانات جن سے فقہی انداز خوب جھلک رہا ہے۔ اس کتاب کے شروع میں امام احمد اور مسند احمد کے حوالے سے قیمتی معلومات بھی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند فیاض خان سواتی نے درج کی ہیں۔

اسلوب کے بارے میں آپ لکھتے ہیں:

> "صرف اس خیال سے قدرے اطمینان ہوتا ہے کہ ان دروس کے فہم میں بھی عوام گنجلک محسوس نہ کریں گے ، بالکل رواں دواں آسان اور عام فہم زبان میں ہیں اور ان میں احادیث کا مفہوم و مطلب واضح کیا گیا ہے۔ زیادہ دقیق اور گہری عمیق بحثیں ان میں نہیں ہیں اور اس کے علاوہ سند پر بھی کلام نہیں کیا گیا کہ یہ صرف اہل علم اور طلباء کرام کے لیے مفید ہو سکتا ہے، عوام الناس اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ زیادہ اختلافی مسائل سے بھی تعرض نہیں کیا گیا ۔۔ لفظی معنی کو بھی زیادہ دخیل نہیں کیا گیا بلکہ حضور علیہ السلام کے مبارک ارشادات کو سہل ترین الفاظ اور قابل فہم عبارت میں واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعض

---

(۱) سواتی، عبد الحمید، دروس الحدیث، مکتبہ دروس القرآن، فاروق گنج، گوجرانوالہ، ۱۹۹۰ء، ۱/۱۰

مقامات پر ضروری مسائل کی وضاحت کر دی گئی ہے تاکہ قارئین کرام اس سے فائدہ اٹھاسکیں اور اپنی پیش آمدہ مشکلات اور ان کے حل کو سمجھ سکیں"۔[۱]

دروس الحدیث کی ترتیب کے بارے میں فیاض خان سواتی لکھتے ہیں:

"اور یہ دروس مسند احمد کی احادیث کی ترتیب سے نہیں ہیں بلکہ منتخب احادیث سے ہیں، ہر حدیث کے ساتھ جلد نمبر اور صفحہ نمبر کا حوالہ بھی لگا دیا گیا ہے"۔[۲]

دروس الحدیث کا اسلوب و منہج

صوفی عبد الحمید سواتیؒ کے زندگی کے اندر نہ صرف سیاسی اور مذہبی تاثر تھا، بلکہ ان کی شخصیت سے ایسے پہلو بھی منسلک رہے، جس سے ان کی خدمات کا اعتراف کیا جانے لگا۔ آپ نہ صرف ایک سیاستدان اور عالم تھے، بلکہ ایک خطیب، مدرس، فقیہہ، مفسر، محدث اور صوفی اور ادیب بھی تھے ۔
آپ کی تصنیف "دروس الحدیث" کے پس منظر مقاصد خود انہی کی کتاب سے اخذ کرکے ذیل کی سطور میں پیش کئے جا رہے ہیں:

۱) ان دروس کا سب سے بڑا مقصد عوام الناس کو اللہ کی کتاب قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات سے واقفیت بہم پہنچانا ہے۔
۲) ان دروس کی غرض و غایت اور مقصد عام مسلمانوں کی اصلاح ہے ۔
۳) دروس الحدیث کے ذریعہ لوگوں کو اعتقادات اور عبادات سے متعلقہ ضروری مسائل کا علم مہیا کرنا ہے۔
۴) دروس عوام کے لئے تربیت ، ذہنی نشوونما اور بالیدگی حاصل کرنے کا بہترین طریق ہے۔

مولانا عبد الحمید سواتیؒ کے اسلوب و منہج میں درج ذیل نکات بڑے واضح نظر آتے ہیں۔

فقیہانہ اسلوب

صوفی عبد الحمید سواتیؒ فقہی کتابوں میں درج جزئیات کی لفظی پابندی کے بجائے فقہی اصولوں کی رعایت کا زیادہ اہتمام کرتے تھے، مثلاً ان کی رائے یہ تھی کہ روزے کی حالت میں انجکشن لگوایا جائے ،

---

(۱) دروس الحدیث، ۱/۱۰
(۲) أیضاً، ۱/۱۷

تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔اس پر انہوں نے مفصل مقالہ (بحالت صوم انجکشن کا حکم) بھی لکھا۔اسی طرح فقہی کتابوں میں نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق کو اس شرط کے ساتھ جائز بتایا گیا ہے کہ اگرمعاملہ طے کرتے وقت فریقین کے مابین ایک متعین قیمت طے پا جائے ،جس میں کمی بیشی کا امکان نہ رہے تو نقد کے مقابلے میں ادھار قیمت میں اضافہ کرنا درست ہے۔معاصر اسلامی بینکنگ میں اسی بنیاد پر'مرابحہ' کے عنوان سے چیزوں کو ادھار فروخت کرکے نقد کے مقابلے میں زیادہ قیمت لینے کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔صوفی صاحب ؒ کی رائے یہ تھی کہ فقہاء نے جس تناظر میں اس معاملے کو جائزقرار دیا ہے ،وہ مختلف ہے ۔جبکہ معاصر تناظر میں یہ طریقہ سودی کاروبار کو جواز فراہم کرنے کیلئے ایک حیلے کے طور پر استعمال ہورہا ہے،اس لئے محض فقہی کتابوں میں مذکورہ جواز بنانے کے بجائے موجودہ معاشی عرف کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے [۱]۔

آپ ؒ فرمایا کرتے تھے :

"شرعی قواعد کے تحت جہاں تک وسعت ہو، مفتی کو اپنے فتویٰ میں خلق خدا کے لئے ترفق اور نرمی سے کام لینا چاہیے"۔ [۲]

اصلاحی اسلوب

صوفی عبد الحمید سواتی ؒ میں مسلمانوں کی سچی ہمدردی اور خیر خواہی پائی جاتی تھی ،جس کا وہ دروس الحدیث میں جابجا اظہار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو ہدایت کرتے نظر آتے ہیں کہ وہ اپنے سیاسی، معاشی، معاشرتی، تجارتی اور دیگر جملہ امور میں غیر مسلم اقوام کی بجائے قرآن، حدیث کو اپنا رہنما بنائیں۔ مثلاً مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے مسئلے کے بارے میں ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مسلمانوں نے ساڑھے چھ سو سال تک اجتماعیت کی زندگی گزاری،اس میں خلافت راشدہ اور اس کے بعد امویوں اور عباسیوں کا دور آتا ہے۔اس کے بعد مسلمانوں میں اجتماعی زندگی کے اعتبار سے زوال آنا شروع ہو گیا۔ چنانچہ علماء نے یہی فیصلہ کیا کہ اگر حکومتی سطح پر مسلمانوں کا اجتماعی نظام قائم نہ ہوسکے ، تو پھر اہل ایمان انفرادی طور پر کسی کو اپنا امیر منتخب کرکے اجتماعی احکام اس کے تحت پورے کریں ۔ پھر اس کے بعد کافروں کے غلبہ کے باوجود

---

(۱) مفسر قرآن نمبر،ص:۴۳۳

(۲) ایضاً،ص:۵۹۳

مسلمان اپنا امیر منتخب کر کے اس کے تحت اپنے اجتماعی فرائض انجام دیتے رہے۔ پھر انگریزوں کا منحوس دور آیا، تو انہوں نے مسلمانوں کی اجتماعیت کو بالکل ہی ختم کر دیا۔ حتیٰ کہ بہت سے مسلمان ممالک ہی ختم کر دیئے[۱]۔

دروس الحدیث کی خصوصیات

دروس الحدیث کی درج ذیل خصوصیات قابل ذکر ہیں:

لغوی معانی کا بیان

مولانا صوفی عبد الحمید سواتی رحمہ اللہ کو جہاں دیگر عقلی و نقلی علوم میں مقام حاصل تھا، وہیں انہیں لغت کے میدان میں بھی کمال حاصل تھا۔ دروس الحدیث کا مطالعہ کرتے ہوئے اس بات کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ سو عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ احادیث مبارکہ کی لغوی تحقیق بڑے احسن انداز سے کرتے ہیں۔ پورے حدیث کے کام میں اس طرز کی جھلک نمایاں ہے۔

کچھ امثلہ ملاحظہ ہوں:

"خدائے رحمان 'عرش' پر مستوی ہے۔ 'عرش' کا معنی تخت ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کو ہم انسان کے کرسی، صوفہ یا پلنگ پر بیٹھنے پر قیاس نہیں کر سکتے"۔ [۲]

ایک جگہ 'غلو' کے معانی بیان کرتے ہیں: "غلو کا معنی حد سے بڑھنا ہوتا ہے"۔ [۳]

عقیقہ سے متعلق ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ایک اور روایت [۴] میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "لفظ عقیقہ" کو پسند نہیں فرمایا کیونکہ یہ لفظ عقوق کے مادہ سے ہے جس کا معنی نافرمانی ہوتا ہے"۔[۵]

جبکہ اسی طرح قرب قیامت کی علامات کے لئے مسند احمد کی حدیث بیان کی، جس میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں 'ہرج' کے معانی موجود ہیں:

---

(۱) دروس الحدیث، ۲/۱۳۱

(۲) أیضاً، ۱/۲۲

(۳) أیضاً، ۱/۱۹۲

(۴) ابو داود، سنن ابو داود، کتاب الضحایا، باب فی العقیقہ، حدیث نمبر: ۲۸۴۲

(۵) دروس الحدیث، ۱/۱۱۳

"لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہرج کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا قتل عام ہوں گے۔ گویا ہرج سے مراد قتل کرنا ہے"۔[۱]

قرآنی آیات سے استدلال

مولانا صوفی عبد الحمید سواتی رحمہ اللہ کی دروس الحدیث میں آیات سے استدلال کا اسلوب بھی واضح طور پر نظر آتا ہے۔ وہ ایک مسئلہ میں کئی آیات کو پیش کرتے ہیں۔ جیسے خاندان اور قبائل پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ [۲]

ترجمہ: اور تمہارے خاندان اور قبائل بنائے، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، مگر یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے ہاں برتری اسی کو حاصل ہوگی، جو تم میں سے زیادہ متقی ہوگا۔

اسی طرح ایک جگہ حدیث کی تشریح میں محبوب چیز کے صدقہ کے بارے میں قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ﴿لَن تَنَالُواْ الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [۳] ترجمہ: یعنی تم اعلیٰ درجے کی نیکی کو ہرگز نہیں پاسکتے، جب تک تم اپنی محبوب چیز کو خرچ نہ کرو۔

اسی طرح قصر نماز کا مسئلہ حدیث پاک سے بیان کرتے ہوئے قرآن سے یوں دلیل دیتے دکھائی دیتے ہیں:

دوران سفر نماز میں یہ رعایت خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے: ﴿ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُواْ مِنَ الصَّلاَةِ﴾ [۴]

ترجمہ: اور جب تم کسی سفر پر نکلو تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنی نمازوں میں کمی کر لو۔[۵]

اسی طرح دیگر مواقع پر بھی عبد الحمید سواتی رحمہ اللہ ہمیں احادیث کی تشریح میں قرآنی آیات پیش کرتے اور ان سے استدلال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

---

(۱) دروس الحدیث، ۱/۱۶۷

(۲) عبد الحمید سواتی، خطبات سواتی، ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ، ۱۹۹۸ء، ۳/۱۷-۱۸ (سورۃ الحجرات: ۴۹/۱۳)

(۳) دروس الحدیث، ۱/۱۹ (سورۃ آل عمران: ۳/۹۲)

(۴) سورۃ النساء: ۴/۱۰۱

(۵) دروس الحدیث، ۱/۴۳

اشعار سے استدلال

صوفی عبدالحمید سواتی ؒ کی دروس الحدیث کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنی شاہکار تصنیف "دروس الحدیث" میں بہت سے اشعار بھی تحریر کیے، جو کہ عربی اور فارسی زبانوں میں ہیں۔ مثلاً:

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"جنگ کے موقع پر پڑھے جانے والے اشعار کو رجز کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر حضرت عامر بن اکوع ؓ نے یہ اشعار پڑھے :((وَاللّٰهِ لَوْلاَ اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا، وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا))

ترجمہ: اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں ہدایت نہ ہوتی، تو نہ ہم صدقہ و خیرات کرسکتے اور نہ نماز ادا کرپاتے"۔ [1]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

شیخ سعدی شیرازی نے کہاہے: "خر اگرچہ بے تمیز است - چوں بارمی برد عزیز است"

ترجمہ: گدھا بلاشبہ بدتمیز جانور ہے، مگر جب بوجھ اٹھاتا ہے تو بڑا پیارا لگتا ہے۔

بعض جانوروں کا گوشت کھانا مقصود نہیں ہوتا، بلکہ ان سے دوسری خدمت لینا مقصود ہوتا ہے۔ گدھا بھی انہی جانوروں میں سے ہے [2]۔

امثال سے استدلال

دروس الحدیث کی ایک منفرد خوبی یہ بھی ہے کہ علمی مسائل کا حل مثالوں کے ذریعے پیش کیا گیا ہے، جس سے اس کتاب کی افادیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ دروس الحدیث میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

مرض شکم سے مرنے والے کے اجر کے بارے میں عبدالحمید سواتی ؒ یوں تشریح کرتے ہیں:

" مثلاً زچگی کے دوران فوت ہوجانے والی عورت اسی مد میں آتی ہے جو کسی حادثے کا شکار ہوجائے، مکان یا درخت کے نیچے آجائے کسی اونچے مینار یا پہاڑ سے

---

(۱) دروس الحدیث، ۱/ ۲۱۳

(۲) اَیضاً ، ۴/ ۲۲۳

گر پڑے، کسی سڑک کے حادثہ میں جاں بحق ہوجائے، پانی میں ڈوب کر مرجائے، آگ میں جل کر فوت ہوجائے، تو ایسے لوگوں کی موت، شہادت ہوتی ہے"۔[1]

مسند احمد میں مروی ایک حدیث، جس میں الہامی مثال **هَذَا مَثَلُ أُمَّةٍ تَكُونُ مِنْ بَعْدِكُمْ يَقْهَرُ سُفَهَاؤُهَا أَحْلَامَهَا**[2] ترجمہ: یہ مثال تمہارے بعد آنے والی امت کی ہے جس کے بیوقوف لوگ عقلمندوں کو دبا کر رکھیں گے۔ کی مزید تشریح یوں کی:

"آج کے زمانہ میں مشاہدہ کر لیں کہ حضور علیہ السلام کی یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہورہی ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ ہر دور میں "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" والا معاملہ ہی رہا ہے۔ ہر بد اخلاق اور بے دین طاقتور نے صاحبِ عقل و خرد لوگوں کو دبا کر رکھا ہے بلکہ انہیں کچل ڈالنے سے بھی دریغ نہیں کیا"۔[3]

حرم پاک میں قتل کی سزا کی مثال یوں بیان کرتے ہیں:

"اس کی مثال ایسی ہے کہ گھر میں یا بازار میں کسی گناہ کا ارتکاب کرنے کے بجائے مسجد میں گناہ کرنا زیادہ قابل سزا ہے۔ اسی طرح باقی خطہ ارضی کے علاوہ اللہ کے حرم پاک میں کوئی غلط کام کرنا، کسی ممنوع کام کو کر گزرنا زیادہ سخت سزا کا مستحق بنتا ہے۔ اس کو یوں سمجھ لیجئے کہ اگر کوئی عام آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کو عام سزا دی جائے گی اور اگر کوئی صاحبِ علم وہ جرم کرتا ہے تو اس کو ڈبل سزا دی جائے گی"۔[4]

تعارف صحابہ وتابعین

صوفی عبد الحمید سواتی رحمہ اللہ کے دروس میں ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعارف کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔ یعنی یہ کہا جاسکتا ہے کہ عوام الناس کے ذہنی معیار کے مطابق رجال کا علم ان کی منتقل کرنے کا فریضہ بھی عبد الحمید

---

(۱) دروس الحدیث ، ۱/۲۵۹

(۲) ابن حنبل، احمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام احمد، شعیب الأرنؤوط وآخرون، اشراف: د عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی، ناشر: مؤسسة الرسالة، ط: اول، ۲۰۰۱م، حدیث نمبر: ۶۵۸۸، ۱۱/۱۵۹

(۳) دروس الحدیث، ۱/۹۹

(۴) ایضاً، ۱/۱۳۷

سواتی رحمۃ اللہ علیہ نے سرانجام دیاہے۔حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے تعارف میں کہتے ہیں:

"حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بڑی فضیلت والے صحابی ہیں جنہیں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔آپ کی ساری زندگی جہاد میں صرف ہوگئی آپ نے قسطنطنیہ کی جنگ کے دوران وفات پائی اور آپ کی قبر بھی وہیں قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے ساتھ ہی ہے جو آج بھی موجود ہے اور لوگ اس کی زیارت کے لیے جاتے ہیں"۔[۱]

اسی طرح دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم مثلاً حضرت ام اسلمہ رضی اللہ عنہا [۲]مجمع ابن جاریہ رضی اللہ عنہ[۳]اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ [۴]وغیرہ کا بھی ذکر ہے۔

منہج محدثین کا بیان

دروس الحدیث میں صوفی عبدالحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ بسا اوقات منہج حدیث بھی بیان کرتے ہیں۔

ایک جگہ غنودگی میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی حدیث کے بیان کے بعد لکھتے ہیں:

"محدثین کرام فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس وقت لاگو ہوگا جب رات ابھی دراز ہو اور وہ دوبارہ اٹھ کر طلوع فجر سے پہلے نماز مکمل کر سکے اور اگر وقت کم ہو تو ایسے شخص کو مجلس بدل کر یا تازہ وضو کر کے نماز جاری رکھنی چاہئے، اس طرح اس کی غنودگی بھی دور ہوجائے گی اور نماز کی برکات سے بھی محروم نہیں رہے گا"۔[۵]

مسجد میں کھانے کے متعلق لکھتے ہیں:

"محدثین کرام فرماتے ہیں کہ مسجد میں کھانا کھانا درست نہیں ہے۔ اس کی اجازت اس صورت میں ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔اس لیے اگر مسجد میں کسی وجہ

---

(۱) دروس الحدیث، ۱/۱۱۲

(۲) ایضاً، ۱/۱۸۳

(۳) ایضاً، ۴/۲۱

(۴) ایضاً، ۱/۲۲۱

(۵) ایضاً، ۱/۲۹

سے کھانا ضروری ہو، تو نیچے دستر خوان وغیرہ بچھا لیا جائے تا کہ کھانے کے ریزے مسجدے میں نہ گرنے پائیں"۔[۱]

احادیث میں ظاہری تضاد کی تفہیم

عصرِ حاضر میں جہاں ایک طرف تو اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کو لوگوں تک پہنچانا اور ان احکامات پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دینا بجائے خود ایک مشکل مرحلہ بن کر رہ گیا ہے، وہیں اگر قرآن و سنت سے ماخوذ ان تعلیمات میں بظاہر کوئی تضاد نظر سے بھی گزر جائے، تو اسلام دشمن عناصر رائی کا پہاڑ بنانے سے ہر گز نہیں چُوکتے۔ صوفی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ نے دروس الحدیث میں اس بات کا خاص اہتمام کیا ہے کہ ایسی احادیث کا ممکنہ حد تک حل پیش کر دیا جائے۔ مثلاً مسند احمد میں گھروں میں تصویروں کی موجودگی کی بابت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث[۲] کی تفہیم یوں بیان کرتے ہیں:

"راوی زید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوگئے اور ہم ان کی بیمار پرسی کے لیے گئے ، جب ہم آپ کے دروازے پر پہنچے تو وہاں پردہ لٹک رہا تھا۔ جس پر کچھ تصویریں نظر آئیں۔ حالانکہ یہی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو، وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ پھر جب اس چیز کی وضاحت حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی چھوٹی تصویر ہو جو عام نظر میں نہیں آتی، تو اس کا کوئی حرج نہیں ہے۔"[۳]

ریشمی کپڑے زیب تن کرنے کے بارے میں صوفی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ مسند سے حدیث[۴] بیان کرنے کے بعد اس کی تشریح یوں بیان کرتے ہیں:

"بعض چیزوں کا استعمال مسلمانوں کے لیے تو ممنوع ہے مگر ان سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ اور بعض چیزوں کا استعمال اور فائدہ اٹھانا دونوں ناجائز ہیں جیسے فوٹوگرافی،

---

(۱) ایضاً، ۲/ ۳۴۴-۳۴۵

(۲) مسند احمد، حدیث نمبر:۱۶۳۶۹، ۲۶/ ۲۹۰

(۳) دروس الحدیث، ۱/ ۱۸۷

(۴) مسند احمد، حدیث نمبر:۱۳۲۴۸ ، ۲۰/ ۴۵۳

مردار اور اس کی چربی اور شراب وغیرہ۔ ایسی چیزوں کا نہ استعمال جائز ہے اور نہ ان کی تجارت۔ سونے کی انگوٹھی مرد کے لیے پہننا جائز نہیں مگر اس کو فروخت کر کے اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ ریشمی کپڑے کا بھی یہی حکم ہے"۔[۱]

اسی طرح مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی بدشگونی اور فال والی روایت[۲] میں مذکور 'فال' کی تعبیر عبدالحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ یوں بتاتے ہیں:

"ہمارے ہاں فال سے وہ فال مراد لی جاتی ہے جس کے ذریعے نجومی لوگ اٹکل پچو باتیں بتاتے ہیں بعض لوگ نقش سلیمانی، دیوان حافظ یا ہیر رانجھے وغیرہ کی کتاب سے یا مثنوی سے فال نکالتے ہیں۔ بعض اس کام کے لیے قرآن مجید کو استعمال کرتے ہیں۔ اس قسم کا عقیدہ درست نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فال کی تعریف میں فرمایا کہ وہ اچھا کلمہ ہے جو کسی کی زبان سے سن کر آدمی کا دل خوش ہو جائے"۔[۳]

روزہ کی حالت میں بوسہ لینے کی حدیث[۴] میں اجازت اور عدم اجازت کے درمیان تطبیق آپ یوں بیان کرتے ہیں:

"بات یہ ہے کہ بوڑھے آدمی کو اس لیے اجازت دی کہ وہ اپنے جذبات پر بوجہ کبرسنی قابو رکھتا ہے۔ چونکہ نوجوان آدمی اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتا اس لیے میں نے اس کو بوسہ لینے سے منع کر دیا ہے"۔[۵]

مسند احمد میں کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت میں مروی حدیث[۶] کی تشریح میں کہتے ہیں:

---

(۱) دروس الحدیث، ۱/۲۶

(۲) مسند احمد ،حدیث نمبر: ۱۳۹۱۹، ۲۱/۳۷۰

(۳) دروس الحدیث، ۱/۶۰

(۴) مسند احمد، حدیث نمبر:۶۷۳۸، ۱۱/۳۵۱

(۵) دروس الحدیث،۱/۱۱۴

(۶) مسند احمد،۱۳/۲۱۶

"گویا جب کوئی آدمی کھڑے ہو کر پیتا ہے تو شیطان اس کا ہم مشرب بن جاتا ہے"۔ پھر اس حدیث میں کھڑے ہو کر پینے کا جواز کے متعلق آپ نے یوں بتایا: "یاد رہے کہ جائز ضرورت کے تحت کھڑے ہو کر پینا بھی جائز اور حضور ﷺ سے ثابت ہے۔ اگر لٹکتے ہوئے مشکیزہ کے ساتھ منہ لگا کر پینا پڑے، تو ظاہر ہے کھڑے ہو کر پینا پڑے گا یا کسی جگہ بیٹھنے کی گنجائش ہی نہ ہو ،یا آدمی معذور ہے کہ بیٹھ کر نہیں پی سکتا ،تو ایسی صورت میں بھی کھڑے ہو کر پی سکتا ہے ۔تا ہم عام حالات میں خورد و نوش بیٹھ کر ہی کرنا چاہیے"۔ [۱]

فقہی مذاہب واختلاف کا ذکر

عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کی تشریح کرتے ہوئے فقہی مذاہب اور ائمہ کے مابین اختلافات بھی ذکر کئے ہیں، اور بسا اوقات ترجیحی رائے بھی درج کر دی ہے۔ مثلاً مصافحہ کے احکام پر مشتمل حدیث کی تشریح کرتے ہوئے صوفی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ فقہاء کی رائے بھی پیش کرتے ہیں:

"فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ ایک ہاتھ ملانے سے مصافحہ تو ادا ہوجاتا ہے،البتہ اگر دونوں ہاتھ ملالئے جائیں تو مصافحہ مکمل ہوجاتا ہے ،تا ہم ایسا کرنا ضروری نہیں ہے صرف محبت کی زیادتی کا ثبوت ہے اور زیادہ بہتر کام ہے"۔ [۲]

غیر مسلموں کو سلام کرنے کے طریقہ کے تحت وارد حدیث کے ضمن میں فقہاء کی رائے پیش کرتے ہوئے صوفی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق غیر مسلموں کے ساتھ سلام میں پہل نہیں کرنی چاہیئے۔ ہاں اگر کہیں کفار کا غلبہ ہو اور سلام نہ کرنے سے نقصان کا خطرہ ہو تو وہاں پہل بھی کر سکتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے سلام یا آداب عرض کے الفاظ بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں جیسا کہ ہندوستان میں کہا جاتا ہے"۔ [۳]

---

[۱] دروس الحدیث، ۳/ ۱۷۳

[۲] ایضاً، ۱/ ۳۰

[۳] ایضاً، ۱/ ۴۷

گمشدہ اونٹ کے مسئلہ میں محدثین اور فقہاء کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"محدثین اور فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں تو اونٹ کے چوری ہو جانے کا بھی خطرہ نہیں ہوتا تھا، مگر بعد میں جب لوگ اونٹ جیسے بڑے جانور کو بھی ہضم کرنے لگے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے حکم دیا کہ اگر کوئی بھٹکا ہوا اونٹ مل جائے تو اسے حفاظت میں لے کر ضائع ہونے سے بچالیا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایسا واقعہ پیش آیا تھا تو انہوں نے گمشدہ اونٹ کو بیت المال میں محفوظ کر لینے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ اس کو فروخت کر کے رقم بیت المال میں جمع کر لی گئی تاکہ جب کبھی اونٹ کا مالک مل جائے تو رقم اس کو ادا کر دی جائے"۔[۱]

مسند احمد میں زانی کے لئے رجم کی سزا کے سلسلہ میں وارد حدیث[۲] کی شرح میں صحیح مسلم[۳] کی روایت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"رجم کا قانون یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خود جرم کا اقرار کرتا ہے تو پھر رجم کرنے پر چیختا چلاتا ہے اور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کو چھوڑ دینا چاہیے کیونک اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ اس نے اپنے اقرار سے رجوع کر لیا ہے۔ ہاں جس شخص کو چار گواہوں کی بنا پر رجم کی سزا دی گئی ہو اس کو چھوڑنے کا حکم نہیں ہے"۔[۴]

اصلاح عوام بذریعہ عملی احکام

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ دروس الحدیث سے عبد الحمید رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد عوام کی اصلاح تھی۔ لہذا اس میں ایسے مسائل کا بیان بھی ہے، جو مختلف صورتوں میں عوام کی پریشانی کا باعث ہیں، نیز اسی طرح عام فہم مسائل کا بھی ذکر ہے۔

---

(۱) دروس الحدیث، ۱/۱۲۱

(۲) مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۵۶، ۱/۲۹۶

(۳) صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد الزنی حدیث نمبر: ۱۶۹۰، ۳/۱۳۱۶

(۴) دروس الحدیث، ۱/۲۱۱-۲۱۲

مثلاً صوفی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ دوران نماز امام سے سبقت کرنے کی ممانعت کے حوالے سے کہتے ہیں:

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے بیان کیا کرتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! إنی لکم امام، میں دوران نماز تمہارا امام ہوں تم میری اقتداء میں نماز پڑھتے ہو۔ **فلا تسبقونی بالرکوع ولا بالسجود ولا بالقیام**، (پس رکوع سجود اور قیام میں مجھ سے سبقت نہ کیا کرو، بلکہ امام کے پیچھے پیچھے رہو اور نماز کا ہر رکن امام کے ادا کرنے کے بعد ادا کرو)۔''[۱]

اسی طرح گمشدہ جانور کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے، جن سے عوام کا واسطہ پڑتا رہتا ہے:

"ایسے جانور کے متعلق شرعی قانون یہ ہے کہ اس کی تشہیر کرو تاکہ مالک خود آکر لے جائے۔ اگر مال زیادہ قیمتی ہے تو سال بھر تک اس کی بازیابی کا اعلان کرتے رہنا چاہیئے اگر پھر بھی مالک نہیں آتا تو اگر وہ خود مسکین ہے تو اس مال کو استعمال کر سکتا ہے اور اگر صاحبِ نصاب ہے تو اس کا صدقہ کر دے اگر مال کا مالک بعد میں بھی آجائے تو وہ واپس کرنا پڑیگا۔ اسی لیے گری پڑی چیز کو اٹھانے کا حکم نہیں ہے اگر اٹھائے گا تو اس پر شرعی ذمہ داری عائد ہوگی"۔ [۲]

روز مرّہ کے مسائل پر احادیث کی تشریح

یوں تو عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''دروس الحدیث'' میں عوام کے فہم کے لئے احادیث کی شرح ہی بیان کی گئی ہیں، لیکن سواتی رحمۃ اللہ علیہ کے اختیار کردہ اسلوب کا ایک خاصہ یہ بھی ہے، کہ انہوں نے احادیث کی تشریح کرتے ہوئے انہیں عوام کے لئے ممکنہ حد تک قابل عمل بنایا۔

مثلاً عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ قربانی کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا بلاشبہ افضل ہے۔ ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً صاحبِ قربانی بہت کمزور ہے اور خود چھری نہیں چلاسکتا تو کسی دوسرے شخص کو اجازت دے کر

---

[۱] ایضاً، ۱/۶۴

[۲] دروس الحدیث، ۱/۱۷۹

ذبح کراسکتا ہے، ہاں اگر ممکن ہو تو ذبح کرتے وقت خود موقع پر موجود رہے،اگر نہ بھی حاضر ہو تو کچھ مضائقہ نہیں، صرف اجازت دینا ہی کافی ہے"۔[1]

امامت کے استحقاق کے بارے میں لکھتے ہیں:

" جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کے پاس جاتا ہے یا کوئی امام دوسرے امام کی عملداری میں جاتا ہے تو مہمان کو میزبان کی اجازت کے بغیر نماز پڑھانے کی اجازت نہیں ہے ۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی کسی دوسرے کے گھر میں جائے تو اس کی اجازت کے بغیر اس کی نشست پر نہ بیٹھے"۔[2]

ایک مسلمان کے مطلوبہ خصائل کے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہتے ہیں۔

"مسلمان کو ہمیشہ با عزت ہونا چاہیے اور بخیل نہیں ہونا چاہیئے۔ بخل بہت بری بیماری ہے ۔بخیل آدمی اپنی ذات پر بھی خرچ نہیں کرتا، بلکہ ہمیشہ جمع ہی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔ اور اس کا جمع شدہ اثاثہ اس کے وارثوں کے کام آتا ہے۔ حضور علیہ السلام کا یہ بھی فرمان ہے کہ تیرا مال تو وہ ہے جو تو نے آگے بھیج دیا ،کھا لیا یا پہن لیا اور جو بچ گیا وہ تیرا نہیں ۔بلکہ تیرے وارثوں کا ہے"۔[3]

مسلک حنفی کی تائید وترجیح

احادیث کی شرح کرتے وقت صوفی عبدالحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ نے حنفی المسلک ہونے کے ناطے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی آراء وفقہ کو باقی مسالک وفقہاء پر ترجیح دی ہے، یا پھر صرف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہی پیش کی ہے۔

آپ قیامت کے دن مؤاخذہ پر مسند میں وارد حدیث کے سلسلہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کو پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(۱) ایضاً ، ۴۶/۱

(۲) ایضاً ، ۴۵/۲

(۳) دروس الحدیث، ۱۷۹/۳

"امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص پیدا ہوتے ہی کسی صحرا میں پہنچ جائے یا کسی بلند پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جائے جہاں کسی انسان کا گزر نہ ہو، تو ایسا شخص بھی کفر کے مؤاخذہ سے نہیں بچ سکے گا۔"[1]

نکاح شغار کے ضمن میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بیان کرتے ہیں:

"امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نکاح تو ہوجاتا ہے مگر عدم مہر والی شرط باطل ہوگی اور فریقین کو مہر مثل دینا پڑیگا، یعنی مہر کی اتنی مقدار جو متعلقہ خاندان کی عورتوں کے لیے عام طور پر مقرر کی جاتی ہے"۔[2]

حالت احرام میں نکاح کے مسئلہ میں لکھتے ہیں:

"امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احرام کی حالت میں نکاح کرنا بہتر نہیں ہے، تاہم یہ جائز ہے۔ یہ محض احتیاط کے لیے ہے کہ احرام کی حالت میں کسی غلطی کا ارتکاب نہ ہوجائے"۔[3]

دروس الحدیث کے مطالعہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ تشریح کے لحاظ سے صرف دیوبندی مکتبۂ فکر سے منسوب لوگوں کے لئے ہے، کیونکہ اس میں عصر حاضر کے دیوبند علماء کے علاوہ شاید ہی کسی دوسرے مکتبہ فکر کے علماء کا نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہو۔[4]

تاریخی معلومات

دروس الحدیث کی ایک اہم ترین اس میں خصوصیت تاریخی مواد کا موجود ہونا ہے۔ جس کو صوفی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی علمی قابلیت کی بدولت سابقہ مستند کتب احادیث اور دیگر کتب سے اخذ کرکے اس میں سمویا ہے۔ غزوات کے واقعات ہوں یا زمانۂ امن کے؛ امتوں کے حالات ہوں یا انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات زندگی ہوں، صوفی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے متعلقہ معلومات دیگر کتب سے اخذ کرکے دروس الحدیث میں نقل کیے ہیں۔ غزوات اور جنگی حالات سے متعلق بہترین معلومات بھی صوفی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کی ہیں۔ مثلاً جلد دوم میں احادیث

---

(۱) ایضاً، ۱/۱۷۶

(۲) ایضاً، ۲/۳۷۷

(۳) ایضاً، ۲/۲۴۷

(۴) دروس الحدیث، ۲/۳۱۴، ۳۲۴

کی تشریح کرتے ہوئے جنگ بدر، جنگ تبوک، جنگ احد اور فتح مکہ وغیرہ کے متعلق کافی معلومات مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے پس منظر اور حالات وواقعات کی بہت خوبصورت منظر کشی کی ہے [1]۔ واقعہ صلح حدیبیہ کے متعلق طویل ترین حدیث بیان کی اور لکھا:

"اس حدیث مبارکہ میں صلح حدیبیہ کا واقعہ بیان کیا گیاہے جس کی تفصیل دوسری حدیثوں میں بھی ہے، تاہم اس لمبی حدیث میں کچھ مزید باتیں بھی ہیں جو دوسری روایات میں مذکور نہیں ہیں "۔[2]

بدعات اور رسومات باطلہ پر تنقید

دروس الحدیث میں ایک بات جو جابجا نظر آئے گی، وہ صوفی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ کا بدعات کے حوالے سے تنقید ہے۔ ایک مقام پر کہتے ہیں:

"کسی مسلمان مرد کا غیر محرم عورت کے ساتھ ہاتھ ملانا مکروہ تحریمی ہے، البتہ (بیعت لیتے وقت) بات چیت کر سکتا ہے"۔[3]

عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے اندر فال شگون میں امتیاز کے حوالے سے غلط باتوں کا تدارک بھی کیا۔ آپ لکھتے ہیں:

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فال لیتے تھے، مگر شگون نہیں لیتے تھے۔ اور جب آپ کوئی اچھا نام سنتے، تو اس کو پسند فرماتے، گویا فال لینے کو جائز قرار دیا گیا اور شگون کو شرک کہا گیا ہے۔ فال سے مراد ہمارے ہاں کی مروجہ فال نہیں ہے، جو قرآن پاک، دیوان حافظ، پیر وارث شاہ یا حروف ابجد سے لی جاتی ہے، یہ تو بناوٹی چیزیں ہیں اور بدعات میں داخل ہیں، بلکہ بعض فال تو مکروہ ہیں اور بعض شرکیہ ہیں، جائز فال کو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے منسوب کیا ہے اور ان کے نام پر کتابیں بھی لکھیں ہیں"[4]۔

---

(۱) أیضاً، ۲/۲۳۰

(۲) أیضاً، ۱/۳۱۱

(۳) ایضاً، ۳/۲۲۹

(۴) دروس الحدیث، ۲/۱۹۷

ایک جگہ مصافحہ اور معانقہ کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بعض لوگ نماز کے بعد باقاعدگی سے ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں یا سارے کے سارے امام کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں۔ یہ بدعات میں داخل ہے سنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا..... یہ محض رواج ہے یا اس کو بدعات میں شمار کیا جاسکتا ہے"۔[۱]

نذر کے بارے میں کہتے ہیں:

"نذر ماننے میں خرابی یہ ہے کہ اگر کام پورا ہو گیا تو نذر ماننے والا یہ سمجھے گا کہ اس نذر کی وجہ سے کام ہوا ہے ۔حالانکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ نذر اللہ کی تقدیر میں سے کسی چیز کو ردّ نہیں کرتی اور اگر نظر مان کر کوئی عبادت کر یگا ،تو وہ عبادت اس کام کا معاوضہ بن جائے گی"۔[۲]

معاشرے میں سماجی خرابیوں کا تدارک

عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ نے دروس کے ذریعہ معاشرہ میں رائج برائیوں اور خرابیوں کا تدارک کرنے کی بھی کوشش کی، اور احادیث رسول ﷺ کی عصری تعبیرات کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی کی بھرپور مساعی کیں۔

حق مہر کی ادائیگی پر زور دیتے ہوئے آپ نے کہا:

"مطلب یہ ہے کہ جس طرح عورت کا نان و نفقہ مرد کے ذمہ لازم ہے، اسی طرح مہر کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو قرض لے کر واپس کرنے کی نیت نہیں رکھتا، وہ چور ہے۔ اس شخص نے دھوکہ دے کر عورت کو اپنے لیے حلال قرار دیا ہے، تو یہ شخص جب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو گا۔ توزانی شمار ہو گا"[۳]۔

عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے داعی تھے اور مغرب کے افکار کی پر زور مذمت کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مغرب کے فیشن کے حوالے سے آپ کہتے ہیں:

---

(۱) ایضاً، ۱/۳۱

(۲) ایضاً، ۳/۱۷۱

(۳) دروس الحدیث، ۱/۳۲۰

" بعض لوگ سر کے اگلے حصے کے بالوں کو رہنے دیتے ہیں، یہ فرانسیسی یا انگریزی فیشن کی کٹنگ کہلاتی ہے جو درست نہیں، صحیح طریقہ یہ ہے کہ یا تو سارا سر منڈوایا جائے یا سارے بال چھوڑ دیئے جائیں، جہاں تک بال رکھنے کا تعلق ہے، تو زیادہ سے زیادہ کانوں کی لو تک ہونے چاہئیں"۔ (۱)

مسجد کے آداب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بازاری آوازیں نکالنا مسجد کے آداب کے خلاف ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج یہ ساری خرافات مساجد میں ہو رہی ہیں، بلند آواز سے باتیں کی جاتی ہیں، لوگ خیال نہیں کرتے ۔اب سپیکر کا فتنہ علیحدہ کھڑا ہو چکا ہے، ہر وقت بے وقت اس کو کھول کر لوگوں کا سکون خراب کیا جاتا ہے اور عبادت و ریاضت میں خلل اندازی کی جاتی ہے، یہ سب بد نظمی کی علامات ہیں جن سے حضور علیہ السلام نے منع فرمایا ہے"۔ (۲)

باطل فرق کے عقائد کارد

عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ کے دروس الحدیث میں باطل فرقوں کے عقائد کارد بھی پایا جاتا ہے۔ ہاں یہ فرق ضرور ہے کہ عوام الناس کی ذہنی سطح کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مسند احمد میں حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ أَوْ إِلَى جَانِبِ لُدٍّ))(۳) مسلمانوں کے بنیادی عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا،اور یہودیوں کی ناپاک سازش ناکام بنا دی ۔ قیامت کے قریب آپ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے زمین پر واپس بھیجے جائیں گے۔ احادیث میں موجود لُد (۴) کا معانی مرزا غلام احمد قادیانی 'لدھیانہ' (۵) کرتا ہے۔

---

(۱) ایضاً، ۲/ ۲۸۳

(۲) ایضاً، ۲/ ۲۰

(۳) مسند احمد، حدیث:۱۵۴۶۹، ۲۴/ ۲۱۲

(۴) مقبوضہ فلسطین میں تل ابیب سے پینتیس چھتیس میل کے فاصلے پر لُد کے مقام پر اسرائیل کا ہوائی اڈہ ہے

(۵) بھارت کے شمال مغرب میں واقع ایک شہر ہے

اس کا رد کرتے ہوئے عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

" اس کا یہ دعویٰ قطعی غلط ہے مسیح سے مراد مرزا قادیانی نہیں، بلکہ مسیح ابن مریم کے دروازے کے پاس قتل کریں گے"۔ (۱)

اسی طرح 'اہل قرآن' کی توصیف میں مسند احمد بن حنبل کی حدیث (۲) بیان کرنے کے بعد فرقہ اہل قرآن کے بارے میں لوگوں کی غلط فہمی دور کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یاد رہے کہ اہل قرآن سے مراد موجودہ دور والا فرقہ اہل قرآن نہیں ہے یہ تو حقیقت میں منکرین قرآن ہیں۔ یہ پرویزی، چکڑالوی وغیرہ گمراہ فرقے ہیں جو اس حدیث کے ہرگز مصداق نہیں ہیں، اہل اللہ کہلانے کے مستحق اللہ کے وہ خاص بندے ہیں جو قرآن پر یقین رکھنے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل پیرا بھی ہوتے ہیں"۔ (۳)

جامع علوم شریعت وعلوم طب

آپ نے جہاں ان علوم پر دسترس حاصل کی، جو روحانی امراض سے شفایاب ہونے کے لیے مؤثر ہیں۔ وہیں ان علوم کی طرف بھی التفات کیا، جو جسمانی امراض میں بھی اثر انگیز ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے حیدر آباد کے نظامیہ طبیہ کالج سے حکمت کی تعلیم حاصل کی۔ جس کی جھلک دروس الحدیث میں بھی نظر آتی ہے۔

ایک مقام پر عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ مسواک سے متعلقہ حدیث بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دانتوں کے نیچے پیپ پیدا ہو کر دانتوں کی بیماری پائیوریا وغیرہ کا باعث بنتی ہے۔ یہی پیپ معدے میں جا کر نظامِ ہضم کو خراب کر دیتی ہے۔ مسواک کرنے سے دانتوں کی بیماریاں پیدا نہیں ہوتیں، گویا یہ دانتوں کی بیماریوں کا شافی علاج بھی ہے اور عبادت کی مقبولیت کا ذریعہ بھی"۔ (۴)

---

(۱) دروس الحدیث، ۲۱/۴

(۲) مسند احمد، ۱۲۷/۳

(۳) دروس الحدیث، ۱۰۱/۳

(۴) دروس الحدیث، ۳۸/۱

زیتون کے فوائد کے متعلق بتاتے ہیں:

"زیتون کے درخت کی لکڑی، پتے، چھلکا، پھل، تیل، غرضیکہ اس کی ہر چیز قابل استعمال ہے ۔ یہ لمبی عمر پانے والا درخت ہےاس کا پھل خوراک کے طور پر بھی مفید ہے اور اگر اس کی مالش کی جائے تو پٹھوں کی خرابی یا بلغمی بیماریوں (فالج وغیرہ) میں نہایت سود مند ہوتا ۔"[۱]

سرمہ کے متعلق دیکھئے:

" ... آنکھوں کی میل کچیل کو صاف کرتا ہے اور آنکھوں کو راحت پہنچاتا ہے۔ اثمد اصفہانی سرمی ہے جس میں سیاہی کم ہوتی ہے اور یہ سرخی مائل ہوتا ہے"۔[۲]

سنت کے مطابق مشروب پینے کے طبی فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کوئی بھی مشروب پیتے وقت ایک ہی سانس میں غٹا غٹ نہیں پی لینا چاہیئے بلکہ دو یا تین سانس لے کر پینا چاہیئے کہ ایسا کرنا مستحب ہے ، ٹھہر ٹھہر کر پینے سے سیرابی بھی زیادہ ہوتی ہے اور انسان بیماری سے بھی بچ جاتا ہے۔ اگر پورا مشروب ایک ہی دفعہ انڈھیل دیا جائے، تو کباد کی بیماری لگ جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ "۔[۳]

دروس الحدیث کے مؤاخذات

یقیناً صوفی عبدالحمید سواتی ؒ کے افادات پر مشتمل تصنیف "دروس الحدیث" عوام الناس کے ساتھ ساتھ طلباء اور علمائے کرام کے لئے بھی یکساں طور پر مفید ہے۔ تاہم تصنیف مذکورہ کا تنقیدی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ تقاضائے بشری کے تحت کچھ خامیاں بھی رہ گئی ہیں۔ البتہ بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان خامیوں کا تعلق زیادہ تر طبع شدہ مواد سے ہے۔ بہر حال ذیل کی سطور میں ان خامیوں کا مختصراً جائزہ پیش خدمت ہے۔

---

(۱) ایضاً، ۱/ ۲۳۰

(۲) ایضاً، ۱/ ۲۴۱

(۳) ایضاً، ۳/ ۱۱۰

غیر واضح ترتیبِ احادیث

دروس الحدیث کو ترتیب دیتے وقت کون سی ترتیب ملحوظ خاطر رکھی گئی ہے؟ اس کا جواب ہمیں مولانا سواتی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند فیاض خان کی زبانی یہ ملتا ہے: "اور یہ دروس مسند احمد کی احادیث کے ترتیب سے نہیں ہیں بلکہ منتخب احادیث سے ہیں، ہر حدیث کے ساتھ جلد نمبر اور صفحہ نمبر کا حوالہ بھی لگا دیا گیا ہے"۔ (۱)

یہ ایک قابل ذکر خامی ہے، کیونکہ اس سے قاری کا ربط ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر یہ دروس عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ کے زبانی دروس کے لحاظ سے بھی ترتیب دیئے گئے ہیں، تو بھی انہیں موضوع کے حساب سے ترتیب دیا جاسکتا ہے۔ (۲)

حوالہ جات کی عدم موجودگی

کتاب دروس الحدیث میں احادیث کے ترجمہ کے بعد تشریح کرتے ہوئے احادیث و آثار و اقوال کا بیشتر اوقات حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔ یقیناً زبانی درس دیتے وقت، جبکہ سامعین کی اکثریت عوام الناس پر مشتمل ہو تو شاید اس کی ضرورت زیادہ نہ ہوتی ہو، لیکن تحریری شکل میں مواد پیش کرتے وقت حوالہ کا اہتمام کرنا زیادہ اہم گردانا جاتا ہے۔

احادیث پر حکم کی عدم موجودگی

مسند احمد بن حنبل میں ضعیف احادیث بھی موجود ہیں۔ تاہم دروس الحدیث میں شاید ہی کسی حدیث پر حسن، ضعیف، موضوع، وغیرہ کا حکم لگایا گیا ہو۔ بسا اوقات تو مسند احمد کی حدیث کا حوالہ بھی نہیں دیا گیا، یا سہواً رہ گیا ہے۔ (۳)

مبہم الفاظ کا استعمال

دروس الحدیث میں اردو زبان میں پیش کئے گئے متن میں بعض جگہوں پر کچھ مبہم الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے، جو قاری کی روانی کو متاثر کرتے ہیں۔ (۴)

---

(۱) دروس الحدیث، ۱/۱۷

(۲) مثلاً مصافحہ کے حوالہ سے ایک حدیث جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۳۰ پر ملتی ہے، تو اسی موضوع پر دوسری حدیث جلد ۳، صفحہ ۲۲۹ پر ملتی ہے۔ اسی طرح دجال کے متعلق ایک حدیث ج:۲، ص:۲۳ پر ملتی ہے، تو دوسری جلد: ۲، ص:۲۳۱ پر

(۳) ایضاً، ۲/ ۱۱۵، ۸۱

(۴) ایضاً، ۲/ ۳۷۷

غیر ضروری تکرار

دروس الحدیث کی بعض عبارتوں اور واقعات میں تکرار ہے۔ اصولی طور پر یہ تکرار فصاحت وبلاغت کے منافی ہے۔[(۱)]

(۱) مثلاً بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت سے متعلق دروس الحدیث کی جلد: ۲، صفحہ: ۳۸۲ پر لکھا ہے، یہی مسئلہ جلد: ۳، صفحہ: ۱۴۹ پر لکھا ہے۔ حدّ رجم کے بارے میں جلد: ۱، صفحہ: ۲۱۱ پر لکھا ہے، یہی مسئلہ جلد: ۴، صفحہ: ۲۴۲ پر بھی موجود ہے۔ اس طرح کے دیگر واقعات اور بھی کئی مقامات پر مکرر تحریر کیے گئے ہیں۔